کر بیٹھے، جہاں کوئی ناگواری ہوئی تابو سے باہر ہو گئے، تدبیر اور مصلحت کا کیا تقاضا ہے، اسلام ان سے کس ضبط و نظم کا اور کن اخلاق اور صفات کا مطالبہ کرتا ہے! اس کی ذرا پروا نہیں، گردشِ ایام نے انھیں کہاں پہونچا دیا ہے! اس کا ادنیٰ تصور بھی نہیں، اس ملک میں انھیں کس طرح رہنا ہے! اس کا دور تک کوئی دھیان نہیں، جو قوم رخشِ عمر پر اس طرح سوار ہو کر

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

اس کو سلامتی سے منزل تک پہونچ جانے کی ضمانت کون دے سکتا ہے؟

راقم الحروف کا مقالہ "علامہ اقبال کا نظریۂ اجتہاد" جو حیدر آباد میں پڑھا گیا اور گذشتہ جنوری کے برہان میں شائع ہوا تھا اسے ہندوستان کے اربابِ علم اور اصحابِ فکر و نظر نے کس نظر سے دیکھا! اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حیدر آباد کے نہایت وقیع، سنجیدہ اور دیرینہ اخبار سیاست نے سیمینار پر ایک ضمیمہ شائع کیا اور مذکورہ بالا مقالہ کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلے اس نے مقالہ نگار کی ذات اور شخصیت کے متعلق اپنے حوصلہ افزا خیالات کا اظہار کیا، پھر مقالہ کو سیمینار کا ایک پرمغز مقالہ لکھا، اس کے بعد اس کے مشتملات کا تجزیہ کیا اور آخر میں اس جملہ پر اپنا تبصرہ ختم کیا: "مولانا کے مقالہ نے ان کے تبحر علمی اور ان کی باریک بینی کا لوہا منوا لیا" (سیاست مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۴ء) لیکن جیسا کہ احباب کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے پاکستان میں اس مقالہ کا خاص طور پر بڑا چرچا ہوا۔ یہاں تک کہ ۸ر فروری کے شام کے پروگرام میں پاکستان کے ریڈیو اسٹیشن نے اپنے ایک نشریہ میں اس مقالہ کا تذکرہ کیا اور اس کا مفصل تعارف کرایا۔

حقیقت یہ ہے جیسا کہ اقبال نے خود کہا ہے، شاعری ان کے لیے صرف اظہارِ خیال اور ابلاغ کا ذریعہ تھی، ورنہ ان کے فکر و نظر کا محور اسلام کا احیا اور اس کی نشأۃ ثانیہ تھی۔ ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ پھر سے عالمِ اسلام میں کم از کم ایک ریاست تو ایسی ہو جو ایک طرف سائنس

اور ٹکنالوجی اور علوم وفنون کے اعتبار سے وقت کی ایک بالکل ماڈرن اسٹیٹ ہو اور دوسری جانب تہذیب و تمدن، فکر و نظر اور عقیدۂ وعمل کے اعتبار سے صحیح اسلامی اسٹیٹ ہو جہاں اسلام کے روحانی اور اخلاقی اقدار اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ فگن ہوں، ظاہر ہے کہ ایسی ریاست کا قیام واستحکام اجتہاد کے بغیر نہیں ہوسکتا، اس بنا پر وہ عمر بھر اسی اجتہاد کے ادھیڑ بن میں لگے رہے، اقبال کے فکر و فن پر سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مقالات لکھے گئے، مگر پیغام اقبال کے اس مرکزی نقطہ پر کوئی توجہ نہیں کی گئی، ضرورت ہے کہ اقبال کا مطالعہ از سر نو اس نقطۂ نظر سے کیا جائے۔ بحکم الاقرب فالاقرب پاکستان پر ان کا حق سب سے زیادہ ہے، اس لئے یہ کام وہاں ہونا چاہیئے۔

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی جو ۱۰ر فروری کو "عالمی اسلامی کانفرنس" "مؤتمر علماء المسلمین" میں شرکت کے لئے بغداد گئے تھے بنگلور کے "مسلم مجلس مشاورت" اور "مسلم پرسنل لا" کے اجتماعات سے فارغ ہوکر ۲۶ر فروری کو بخیریت تمام دہلی واپس آگئے "مؤتمر علماء المسلمین" اپنے بنیادی مقصد کے لحاظ سے نہایت کامیاب رہی، چالیس ملکوں کے مشاہیر علماء نے اس کی کارروائیوں میں سرگرم حصہ لیا اور فلسطین اور بیت المقدس کو صیہونیت کے خوفناک اور ظالمانہ پنجوں سے چھڑانے کا عہد کیا، مؤتمر کے حسب ذیل عہدہ دار اتفاقِ رائے سے چنے گئے۔

(۱) رئیس مؤتمر شیخ عبداللہ غوشہ — اردن کے قاضی القضاۃ

(۲) نائب رئیس اول مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی — جمہوریۂ ہند

(۳) نائب رئیس ثانی شیخ ہادی فیاض — نجف اشرف

(۴) جنرل سکریٹری شیخ عبداللہ الشیخلی — بغداد